شادی بیاہ سے متعلق قوانین

کے بارے میں عام فہم معلومات

شادی بیاہ سے متعلق قوانین کے بارے میں عام فہم معلومات

نام کتابچہ: شادی بیاہ سے متعلق قوانین کے بارے میں عام فہم معلومات

ناشر: بلیو وینز

تعداد: دس ہزار

مالی معاونت: قانون اور انصاف کمیشن، حکومت پاکستان

ڈیزائننگ و پرنٹنگ: پرائم پرنٹرز، پشاور

اس کتابچے کی تیاری میں وزارت قانون انصاف کے انصاف تک رسائی کا پروگرام اور عورت فاؤنڈیشن پشاور کی مطبوعات سے مدد لی گئی ہے۔ ہم اس سلسلے میں دونوں اداروں کے تعاون کے لئے مشکور ہیں۔

بلیو وینز

پی او بکس نمبر 156

جی پی او پشاور

ای میل: blueveins@brian.net.pk

تعارف

عائلی قوانین سے ہر فرد کا براہ راست واسطہ پڑتا ہے لیکن قانونی زبان عموماً اتنی مشکل ہوتی ہے کہ ایک عام آدمی کے لیے اس کو سمجھنا اور ذہن نشین کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے یہی وہ وجہ ہے کہ ان قوانین کے بارے میں عوامی سطح پر آگہی نہیں پائی جاتی ۔ان قوانین میں عورتوں کے جن حقوق کو خصوصی طور پر تحفظ دیا گیا ہے عورتیں ان سے فائدہ اٹھانے سے قاصر رہتی ہیں ۔اس کتابچے میں عائلی قوانین سے متعلق موضات کو عام فہم اور مختصر انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ عوام بالخصوص خواتین میں ان سے واقفیت پیدا ہو سکے۔

اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ آج معاشرے میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ خواتین کے قانونی حقوق کی بڑھ چڑھ کر تشہیر کی جائے تا کہ نہ صرف ان میں اپنے حقوق کے تحفظ کا شعور بیدار ہو سکے بلکہ معاشرے میں بھی ان کے لیے ایک سازگار فضا قائم ہو سکے۔

شکیلہ ناز

ریسرچ آفیسر

نکاح

سوال: شادی/نکاح کیا ہے؟

جواب: شادی/نکاح ایک شرعی اور قانونی معاہدہ ہے جسکی تکمیل کے بعد مرد اور عورت میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

سوال: شادی کے بنیادی عناصر کیا ہیں؟

جواب: شادی کے لیے مندرجہ ذیل عناصر کا ہونا ضروری ہے:

(۱) خاوند اور بیوی دونوں کی رضامندی کا شامل ہونا۔

(۲) نکاح کے وقت حق مہر کا تعین کرنا۔

(۳) دو گواہان کے دستخط۔

(۴) نکاح نامے کی رجسٹریشن کروانا۔

نوٹ: پاکستان میں مروجہ مسلم عائلی قوانین اور عدالتی فیصلوں کے مطابق بالغ لڑکی کی شادی کے لیے ولی کی رضامندی ضروری نہیں۔

سوال: شادی سے متعلق اہم قانونی نکات کیا ہیں؟

جواب: مسلم عائلی قوانین مجریہ 1961ء کے تحت شادی کے متعلق بنیادی نکات درج ذیل ہیں

(۱) شادی کی رجسٹریشن لازمی قرار دی گئی۔

(۲) پورے ملک میں ایک ہی طرح کا نکاح نامہ رائج کیا گیا۔

(۳) کوئی شخص دوسری شادی مصالحتی کونسل یا مصالحتی عدالت کی اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا۔

(۴) ایک طلاق شدہ عورت کو اپنے سابقہ شوہر سے دوبارہ نکاح کرنے سے قبل حلالہ کرنے کی ضرورت نہیں

بجز اس کے کہ سابق شوہر نے اپنی بیوی کو تیسری بار طلاق دی ہے جو مکمل طور پر موثر ہو گئی ہو۔

سوال: کون کس سے نکاح کر سکتا ہے؟

جواب: کوئی بھی مسلمان مرد:

(۱) کسی بھی مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے۔

(۲) اگر کسی اہل کتاب سے شادی کرے گا تو یہ شادی باقاعدہ ہو گی غیر قانونی نہیں۔ شادی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسلم بچے حق وراثت رکھتے ہیں لیکن میاں بیوی ایک دوسرے کی ملکیت کے وراث نہیں بن سکتے۔

(۳) اپنی ماں، نانی، دادی، بیٹی، پوتی، نواسی، بہن، سوتیلی بہن، رضائی بہن یا دودھ شریک بہن، بھتیجی یا بھانجی سے شادی نہیں کر سکتا۔

(۴) بیوی کی ماں، نانی، دادی، بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا۔

(۵) اپنے باپ کی بیوی یا بیٹے کی بیوی سے شادی نہیں کر سکتا۔

(۶) بیک وقت دو بہنوں، خالہ بھانجی یا پھوپھی بھتیجی سے شادی نہیں کر سکتا۔

نوٹ: مسلمان عورتوں کے لیے بھی مندرجہ بالا رشتوں سے شادی حرام ہے اس کے علاوہ کوئی مسلمان عورت کسی غیر مسلم سے شادی نہیں کر سکتی۔ اگر وہ ایسا کرے گی تو اس کی شادی غیر قانونی ہو گی اور اس شادی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کو حق وراثت (باپ کی طرف سے) نہیں ملتا۔

سوال: نکاح بذریعہ عدالت کیا ہے؟

جواب: پاکستان میں مروجہ مسلم عائلی قوانین کے مطابق عدالتی نکاح / شادی کا کوئی تصور نہیں، عدالتی نکاح یا کورٹ میرج کی اصطلاح صرف کسی متنازعہ نکاح کی صورت میں لڑکی کے عدالتی بیان کی وجہ سے استعمال ہوتی ہے۔

سوال: نکاح نامہ کیا ہے؟

جواب: نکاح نامہ ایک فارم کو کہتے ہیں جو پورے ملک میں یکساں ہے۔نکاح نامے میں شادی کی ساری شرائط لکھی ہوتی ہیں اوراسے شادی کے وقت پُر کیا جاتا ہےاوراس میں کل 25 نکات ہوتے ہیں۔

سوال: نکاح نامے کا حصول کیسے ممکن ہے؟

جواب: نکاح نامے کا فارم اپنے علاقے کے رجسٹرڈ نکاح خواں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔اگر شادی کے بعد نکاح نامہ گم یا ضائع ہوجائے تو فیس ادا کر کے متعلقہ یونین کونسل/ کمیٹی (جہاں نکاح ہوا ہو) کے دفتر سے اس کی نقل حاصل کی جاسکتی ہے۔

سوال: شادی کی رجسٹریشن سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد پاکستانی شہریوں کی شادی کے بعد نکاح نامے کا یونین کونسل میں موجود نکاح رجسٹرار کے پاس اندراج کرانا ہے۔یونین کونسل کی ہر وارڈ میں ایک فرد کو نکاح رجسٹرار کا لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔ نکاح کے دوران رجسٹرار کی موجودگی ضروری نہیں ہوتی بلکہ نکاح خواں اور متعلقہ فریق اس بات کے قانوناً پابند ہیں کہ وہ شادی کی معلومات رجسٹرار کو فراہم کریں۔

سوال: شادی کی رجسٹریشن کس کی ذمہ داری ہے؟

جواب: یونین کونسل میں موجود نکاح رجسٹرار اس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ اپنی علاقائی حدود کے اندر ہونے والے نکاح کو رجسٹرڈ کرے جبکہ اگر کوئی نکاح کسی اور شخص کے ذریعے عمل میں آئے تو ایسے شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس نکاح کی رپورٹ متعلقہ رجسٹرار کو فراہم کرے۔

سوال: مسلم عائلی قوانین کے تحت شادی کی رجسٹریشن کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب: نکاح رجسٹرار نکاح نامے کی 4 پرتوں کو مکمل کرنے کے بعد متعلقہ افراد مثلاً دُولہا، دلہن، گواہوں اور

نکاح خواں کے دستخط حاصل کرنے کے بعد اپنے دستخط اور مہر لگاتا ہے۔نکاح نامے کا پہلا پرت اصل رجسٹر میں ہی محفوظ رکھا جاتا ہے اور اس کا دوسرا اور تیسرا پرت دولہے اور دلہن کو مہیا کیا جاتا ہے جبکہ چوتھا یونین کونسل کو ارسال کیا جاتا ہے تا کہ اس کا ریکارڈ محفوظ رہ سکے۔

نکاح کی رسم رجسٹرار کے علاوہ کسی اور فرد کی طرف سے ادا کیئے جانے کی صورت میں نکاح فارم جو عام بازار سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے، مکمل کرنے اور متعلقہ افراد کے دستخط لینے کے بعد مقررّہ فیس کی ادائیگی کے ساتھ نکاح رجسٹرار کو بھیجا جاتا ہے۔

سوال: بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے نکاح کی رجسٹریشن کرانے کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب: دولہا، دلہن دونوں کے پاکستانی شہری ہونے کی صورت میں نکاح نامہ اُس ملک میں پاکستان کے قونصل خانہ کے افسر کے ذریعے اس وارڈ کے نکاح رجسٹرار کو بھیجا جائے گا، جہاں دلہن کی مستقل رہائش ہو اور اگر دلہن پاکستان کی شہری نہ ہو تو اُس وارڈ کے نکاح رجسٹرار کو جہاں کا دولہا رہائشی ہو۔

سوال: شادی کی رجسٹریشن کے لیے کن کاغذات کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: شادی کو رجسٹرڈ کرانے کے لئے صرف نکاح نامے کی ضرورت ہوتی ہے، جس کے ذریعے میاں اور بیوی کے حقوق و فرائض کا تعین کیا جاتا ہے۔

سوال: شادی کی رجسٹریشن سے متعلق مسلم عائلی قوانین کے تحت کیا سزائیں مقرر کی گئی ہیں؟

جواب: شادی کی رجسٹریشن سے متعلق مسلم عائلی قوانین کے تحت درج ذیل سزائیں مقرر کی گئی ہیں:

(۱) رجسٹرار کو نکاح کے بارے میں معلومات فراہم نہ کرنے والے نکاح خواں کو 3 ماہ قید یا 1 ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں۔

(۲) متعلقہ افرد کی طرف سے نکاح نامے پر دستخط کرنے سے انکار کی صورت میں ایسے افراد کو 1 ماہ قید یا 200 روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں۔

سوال: شادی کی رجسٹریشن سے متعلق نقل حاصل کرنے کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب: کوئی بھی فرد مقررہ فیس کی ادائیگی کے بعد متعلقہ یونین کونسل کے دفتر سے کسی نکاح کی رجسٹریشن سے متعلق نقل حاصل کر سکتا ہے۔

سوال: اگر نکاح نامہ رجسٹرڈ نہ ہو تو کیا مشکلات پیش آ سکتی ہے؟

جواب: نکاح نامہ رجسرڈ کرانا بے حد ضروری ہے بصورت دیگر:

(۱) میاں بیوی میں سے کسی ایک کے انتقال کے بعد خاندان کے لوگ وراثت سے محروم کرنے کے لیے شادی کو غیر حقیقی یا متنازعہ ثابت کرنے کے لیے قانونی چارہ جوئی کر سکتے ہیں۔

(۲) میاں بیوی پر زنا کا الزام عائد کیا جائے تو خود کو شادی شدہ ثابت کرنے کے لیے نکاح کا ثابت کرنا انتہائی مشکل ہوگا۔

(۳) کسی تنازعہ کی صورت میں اگر میاں بیوی میں سے کوئی نکاح کے وجود سے منحرف/انکاری ہو جائے تو دوسرے فریق کے لیے نکاح کے وجود کو ثابت کرنا مشکل ہوگا۔

کم عمری کی شادی

سوال: کم عمری کی شادی سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد ایسی شادی ہے جس کے وقت فریقین میں سے لڑکے کی عمر 18 سال اور لڑکی کی صورت میں اس کی عمر 16 سال سے کم ہو۔

سوال: کیا کم عمر بچوں کی شادی کو جرم قرار دیا گیا ہے؟

جواب: پاکستان میں کم عمری کی شادی پر پابندی کا قانون 1929ء نافذ ہے جس کے تحت کم عمری کی شادی کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس قانون کا نفاذ پاکستان کے تمام شہریوں پر ہوتا ہے خواہ وہ بیرون ملک ہی کیوں نہ مقیم ہوں۔ اس کے علاوہ اس قانون کے تحت ان غیر ملکی افراد کے خلاف بھی کارروائی کی جا سکتی ہے جو پاکستان میں اس قانون کی خلاف ورزی کا ارتکاب کریں۔

سوال: اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کو کیا سزائیں دی جا سکتی ہیں؟

جواب: اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کو درج ذیل سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

(۱) ایسا شخص جس کی عمر 18 سال سے زیادہ ہو اگر 16 سال سے کم عمر لڑکی کے ساتھ شادی کرے تو اسے 1 ماہ تک قید یا 1000 روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

(۲) ہر وہ فرد جو کم عمر بچوں کی شادی کے لیے کسی قسم کا کوئی کام سرانجام دے اسے 1 ماہ تک قید یا 1000 روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

(۳) والدین یا ولی کی طرف سے کم عمری کی شادی سے متعلق غفلت برتنے کی صورت میں انہیں 1 ماہ قید یا 1000 روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

سوال: کم عمری کی شادی کی روک تھام سے متعلق والدین یا قانونی طور پر ذمہ دار افراد کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: اس قانون کے تحت اگر کوئی نابالغ خود شادی منعقد کرتا ہے یا اس کے والدین، ولی یا کوئی بھی فرد جو شادی

کے سلسلے میں بات آگے بڑھانے میں کوئی کردار ادا کرتا ہے یا اس کو منعقد کرنے کی اجازت دیتا ہے یا اپنی غفلت کی وجہ سے ان کو منع کرنے میں ناکام رہتا ہے اس وقت تک اس جرم میں شریک سمجھا جاتا ہے جب تک کہ اپنی بے گناہی ثابت نہ کردے۔ کم عمری کی شادی کرانے میں ملوث عورت کو قید کی سزا نہیں دی جاسکتی البتہ اس کو جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

سوال: کم عمری کی شادی کے خلاف شکایت درج کرانے کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب: ایسے جرم کی شکایت شادی ہونے کے بعد 1 سال کے اندر متعلقہ یونین کونسل یا صوبائی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ اتھارٹی مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں دائر کرسکتی ہے۔

سوال: کیا مستقبل میں ہونے والی کم عمری کی شادی کو روکا جاسکتا ہے؟

جواب: اگر عدالت کو مستقبل میں ہونے والی کسی ایسی شادی کے متعلق کوئی مصدقہ اطلاع موصول ہو تو عدالت ایسی شادی کے فریقین، والدین یا دیگر متعلقہ افراد کو ایسا کرنے سے روک سکتی ہے البتہ ایسا کرنے سے پہلے عدالت کے لیے ضروری ہے کہ متعلق افراد کو اطلاع دے اور انہیں وضاحت پیش کرنے کا موقع فراہم کرے جس کی بنیاد پر عدالت خود یا کسی متاثرہ افراد کی درخواست پر اپنے جاری کیے گئے کسی حکم کو منسوخ یا تبدیل بھی کرسکتی ہے۔

سوال: عدالت کی طرف سے جاری کیے گئے حکم کی خلاف ورزی کی صورت میں کیا سزا دی جاسکتی ہے؟

جواب: عدالت کی طرف سے جاری کیے گئے حکم کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کو 3 ماہ تک قید یا 1000 روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

دوسرا نکاح/کثیرالازدواجی

سوال: دوسرے نکاح کے لیے ضروری شرائط سے کیا مراد ہے؟

جواب: ان سے مراد مسلم عائلی قوانین کے تحت بیان کی گئیں وہ شرائط ہیں جن پر عمل کیے بغیر کوئی بھی شخص ایک وقت میں ایک سے زیادہ نکاح نہیں کر سکتا۔

سوال: مسلم عائلی قوانین کے تحت دوسرے نکاح کے لیے کیا شرائط ہیں؟

جواب: اس قانون کے تحت کوئی بھی فرد پہلی بیوی اور ثالثی کونسل سے باقاعدہ اجازت لئے بغیر دوسرا نکاح نہیں کرسکتا اور ایسی اجازت حاصل کیے بغیر کیے گئے نکاح کو یونین کونسل میں رجسٹرڈ نہیں کرایا جاسکتا۔

سوال: دوسرے نکاح کے لیے درخواست دینے کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب: اس مقصد کے لیے مقررہ فیس **100** روپے کے ساتھ تحریری درخواست چیئرمین ثالثی کونسل کو دی جاسکتی ہے جس میں دوسرا نکاح کرنے کی وجوہات کے ساتھ اس بات کی بھی وضاحت کرنی ضروری ہے کہ متعلقہ شخص نے پہلی بیوی یا بیویوں کی رضامندی حاصل کر لی ہے یا نہیں۔

سوال: ثالثی کونسل سے کیا مراد ہے؟

جواب: ثالثی کونسل سے مراد یونین کونسل کی سطح پر تشکیل دیئے جانے والا ادارہ ہے جس کا مقصد گھریلو نوعیت کے تنازعات کو مقامی سطح پر حل کرنا ہے۔ یہ ثالثی کونسل بیوی اور شوہر دونوں کے نمائندوں اور ایک چیئرمین پر مشتمل ہوتی ہے۔

سوال: درخواست وصول کرنے کے بعد ثالثی کونسل کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

جواب: درخواست وصول کرنے کے **7** دن کے اندر چیئرمین تحریری حکم کے ذریعے متعلقہ شخص اور اس کی بیوی یا

بیویوں کو ایک نمائندہ مقرر کرنے کو کہے گا اور ہر فریق اس حکم کے موصول ہونے کے 7 دن کے اندر تحریری طورر پر اپنا نمائندہ مقرر کرے گا۔ ثالثی کونسل اس بات پر غور کرے گی کہ کیا دوسری شادی منصفانہ اور ضروری ہے جس کے لیے وہ بیوی کے بانجھ پن، جسمانی معذوری، ازدواجی تعلقات کے لئے نا اہلی، پاگل پن وغیرہ کو مدنظر رکھتی ہے۔ ان تمام امور کی تسلی کرنے اور انہیں باقاعدہ تحریر کرنے کے بعد ثالثی کونسل دوسرے نکاح کی اجازت دے سکتی ہے۔

سوال: کیا ثالثی کونسل کے فیصلے کے خلاف اپیل کی جاسکتی ہے؟

جواب: ایسی صورت میں درخواست، فیصلہ جاری ہونے کے 30 دن کے اندر کلکٹر کو پیش کی جاسکتی ہے، جس کا فیصلہ حتمی ہوگا اور اس کے خلاف کسی عدالت میں اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

سوال: ثالثی کونسل سے اجازت لیے بغیر دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں کیا کارروائی کی جاسکتی ہے؟

جواب: ایسی صورت میں موجودہ بیوی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ متعلقہ یونین کونسل میں ایسے نکاح کے خلاف شکایت درج کرائے۔ شکایت ثابت ہونے پر شوہر کو 1 سال تک قید یا 5000 روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ثالثی کونسل ایسے شخص کو حق مہر کی تمام رقم موجودہ بیوی یا بیویوں کو ادا کرنے کا حکم دے سکتی ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں خاوند کی جائیداد کو فروخت یا اس کو گرفتار کر کے ایسی رقم وصول کرسکتی ہے۔

مہر و جہیز

سوال: حق مہر سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد مرد کی طرف سے نکاح کے بدلے عورت کے دیئے جانے والا وہ حق ہے جو نقد رقم، زیورات، کسی خدمت مثلاً تعلیم وغیرہ یا کسی جائیدار کی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ حق مہر صرف بیوی کا حق ہے جو اس کے والدین یا رشتہ دار استعمال، وصول نہیں کر سکتے۔ ادائیگی کے اعتبار سے حق مہر کی دو اقسام ہیں جنہیں مہر معجّل اور مہر موَجل کہا جاتا ہے۔

سوال: مہر معجّل سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد ایسا حق مہر ہے جو نکاح کے بعد ازدواجی تعلق قائم ہونے سے پہلے یا بیوی کے مطالبے پر ادا کیا جانا ضروری ہے۔ اگر نکاح نامے میں مہر کی ادائیگی کا وقت مقرر نہ کیا گیا ہو تو اسے مہر معجّل تصور کیا جاتا ہے۔

سوال: مہر موَجل سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد وہ حق مہر ہے جس کی ادائیگی کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں کیا جاتا البتہ طلاق، خاوند کی وفات یا پہلی بیوی کی رضامندی کے بغیر دوسری شادی کی صورت میں اس کی ادائیگی کرنا ضروری ہوتی ہے۔

سوال: حق مہر کی مالیت کا تعین کس طرح کیا جاتا ہے؟

جواب: حق مہر کی مالیت کا تعین خاوند کی مالی حیثیت کے مطابق کیا جاتا ہے البتہ سوا 32 روپے مہر مقرر کرنے کی رسم کو شرعی مہر نہیں قرار دیا جا سکتا۔

سوال: نکاح کے وقت حق مہر کی مالیت مقرر نہ ہونے پر مہر کا تعین کس طرح کیا جاتا ہے؟

جواب: اگر فریقین نکاح اس بات پر رضامند ہوں کہ مستقبل میں کسی بھی وقت حق مہر کی مالیت کو مقرر کر لیا جائے گا تو ایسی صورت میں نکاح جائز ہوگا اور ازدواجی زندگی کے دوران میاں بیوی خود یا کسی ثالث کے ذریعے حق مہر کی

مالیت کا تعین کر سکتے ہیں۔ کسی تنازعہ کی صورت میں عدالت کے ذریعے مہر کی رقم کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ عدالت مہر مثل یعنی بیوی کے خاندان کی عورتوں کے لیے مقرر کردہ مہر اور خاوند کی مالی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مالیت کا تعین کرتی ہے۔

سوال: کیا بیوی حق مہر معاف کر سکتی ہے؟

جواب: والدین، رشتہ دار یا ولی بیوی کی طرف سے حق مہر معاف نہیں کر سکتے بلکہ بیوی خود زبانی یا تحریری طور پر دو گواہوں کی موجودگی میں اپنی رضامندی کے ساتھ خاوند کی طرف سے قابل ادا حق مہر کو مکمل یا جزوی طور پر معاف کر سکتی ہے۔

سوال: حق مہر کی ادائیگی سے متعلق تنازعات کو کس طرح حل کیا جاتا ہے؟

جواب: اگر بیوی حق مہر کا مطالبہ کرے اور خاوند کا مؤقف یہ ہو کہ اس نے یہ حق ادا کر دیا ہے تو ایسی صورت میں ادائیگی کو ثابت کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔

سوال: اگر خاوند حق مہر ادا کرنے سے انکار کر دے تو ایسی صورت میں بیوی کو کیا اختیارات حاصل ہیں؟

جواب: ایسی صورت میں بیوی خاوند کے ساتھ رہنے سے انکار کر سکتی ہے اور عدالت کے ذریعے حق مہر وصول بھی کر سکتی ہے علیحدگی کے دوران بیوی اور بچوں کے نان ونفقہ کی ذمہ داری خاوند پر ہوگی۔ اگر خاوند حق مہر کی ادائیگی سے مکمل انکار کر دے تو ایسی صورت میں بیوی طلاق کا مطالبہ بھی کر سکتی ہے۔

سوال: کیا ازدواجی تعلق قائم ہونے سے پہلے طلاق کی صورت میں بھی حق مہر ادا کرنا ضروری ہے؟

جواب: ایسی صورت میں بیوی مقررہ کردہ حق مہر کے نصف کی حق دار ہوگی لیکن اگر حق مہر مقرر نہیں تھا تو پھر خاوند اپنی مالی حیثیت کے مطابق حق مہر کا نصف بیوی کو ادا کرے گا۔

سوال: خاوند کی وفات کی صورت میں حق مہر کی ادائیگی کس طرح کی جاتی ہے؟

جواب: خاوند کے فوت ہو جانے کی صورت میں اس کی جائیداد میں سے حق مہر کی رقم کو بطور قرض ادا کیا جاتا ہے۔

سوال: جہیز کیا ہے؟

جواب: جہیز ایسی اشیاء کو کہتے ہیں جو دلہن شادی کے وقت اپنے ساتھ سسرال لاتی ہے۔ اس میں گھریلو سامان، زیور، کپڑے، پیسہ، جائیداد وغیرہ شامل ہیں جبکہ ورثے میں ملنے والی جائیداد اس میں شامل نہیں ہوتی۔

سوال: جہیز کا مالک کون ہے؟

جواب: جہیز، بری اور نکاح کے دوران دلہن کو ملنے والے تحائف کی مالک صرف دلہن ہے اور قانونی طور پر شوہر یا سسرال والوں کا ان چیزوں پر کوئی حق نہیں ہوتا اس لئے طلاق کے بعد شوہر اور سسرال والوں کا عورت کو جہیز واپس لینے سے روکنا غیر قانونی ہے۔

سوال: جہیز کی لسٹ بنانا کیوں ضروری ہے؟

جواب: شادی کے وقت جہیز کی مکمل لسٹ بنائیں اور جہیز میں دی گئی چیزوں کی رسیدیں محفوظ کریں جہیز دولہا یا اس کے والدین کو حوالے کرتے وقت دو گواہوں کے دستخط اس لسٹ پر کروائیں کیونکہ اکثر طلاق یا علیحدگی کی صورت میں جہیز واپس لینے کے لئے لڑکی پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ جہیز کے ساتھ ساتھ سسرال والوں کی چیزیں بھی میکے لے کر چلی گئی ایسی صورت میں یہ لسٹ ایک ثبوت کے طور پر دکھائی جاسکتی ہے۔

سوال: جہیز کیسے واپس حاصل کر سکتے ہیں؟

جواب: پاکستان میں مروجہ مسلم عائلی قوانین میں ہونے والی نئی قانونی ترامیم اکتوبر 2002ء کے مطابق جہیز واپس لینے کے لئے عائلی عدالت میں مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے جبکہ پہلے یہ مقدمہ صرف دیوانی عدالت میں دائر ہو سکتا تھا۔ عدالت کی فیس کا انحصار واپس مانگے گئے جہیز کی قیمت پر ہوتا ہے۔

سوال: قانون برائے جہیز اور شادی کے تحائف کیا ہے؟

جواب: 1976 کے جہیز اور شادی کے تحفوں پر پابندی کے ایکٹ کو شادی کے اخراجات جہیز اور شادی کے موقع پر دیے جانے والے تحائف پر پابندی لگانے کے لئے نافذ کیا گیا۔ اس قانون کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوتا ہے۔ اس قانون کے تحت مندرجہ ذیل پابندیاں لاگو کی گئی ہیں۔

(ا) دلہن کے والدین یا سرپرست کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ دلہن کے جہیز یا دیگر تحائف کے لئے 5 ہزار سے زائد رقم خرچ نہ کریں۔ دلہن کو حق وراثت کے تحت ملنے والی جائیداد اس پابندی سے مستثنیٰ ہوگی۔

(۲) دولہا اور دلہن کے والدین یا سرپرستوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ شادی کے تحائف یا دلہن کو دیئے گئے تحائف کی مالیت 5 ہزار روپے سے تجاوز نہ کریں لیکن مہر اس میں شامل نہیں ہوگا۔

(۳) دولہا، دلہن کے والدین یا سرپرست یا دولہا/ دلہن خود مقرر کردہ رقم کا جہیز یا شادی کے تحائف نکاح یا رخصتی کے 6 ماہ قبل یا 6 ماہ بعد بھی نہیں دے سکتے۔

نوٹ: نیوندرا، سلامی، مہر اور وراثت اس پابندی سے مستثنیٰ ہیں۔

سوال: اس قانون کے دیگر نکات کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: 1976ء کے جہیز اور شادی کے تحائف پر پابندی کے ایکٹ کے مندرجہ ذیل اہم نکات ہیں۔

(ا) جہیز کی نمائش کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

(۲) شادی کے فریقین پر لازم ہے کہ وہ جہیز، جائیداد، تحفے اور شادی کے دیگر اخراجات کی فہرست نکاح رجسٹرار کو مہیا کریں تاکہ یہ فہرست 15 دن کے اندر ڈپٹی کمشنر کے پاس بھجوائی جاسکے۔

(۳) شادی کے موقع پر دولہا یا دلہن کو مہمانوں کی جانب سے دیئے جانے والے تحفوں کی مالیت 100 روپے سے زیادہ نہ ہو۔ نیوندرا اور سلامی اس حد سے مستثنیٰ ہوگی۔

(۴) دلہن کے والدین کی طرف سے دولہا کو دیئے جانے والے تحفے کی مالیت 100 روپے سے زیادہ نہ ہو لیکن جہیز یا تحائف کی مالیت -/5000 روپے سے تجاوز نہ کرے۔

(۵) گریڈ 17 سے اوپر تمام سرکاری ملازمین و دیگر تمام عوام رابطہ آفیسرز کے لئے سوائے رشتہ داروں کے کسی

اور سے اپنی اور اپنے بچوں کی شادی پر تحائف لینا ممنوع ہوگا۔

(۶) دلہن تمام جائیداد (جو حق وراثت میں ہو) تحائف جہیز اور بری کی واحد مالک ہوگی۔ یہ تمام اشیاء ہر قسم کی پابندی سے مستثنی ہوں گی۔

(۷) شادی کی تمام رسومات جس میں مہندی و بارات اور ولیمہ شامل ہیں کے اخراجات 2500 سے تجاوز نہ کرے۔

(۸) اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو 6 ماہ قید یا 10 ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں بیک وقت دی جاسکتی ہیں۔

(۹) حکومت تمام تحائف جہیز جو مقررہ حد سے تجاوز کرے ضبط کرسکتی ہے۔ یہ ضبط شدہ مال یا رقم غریب لڑکیوں کی شادی پر خرچ کی جائے گی۔

(۱۰) قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں والدین میں سے کارروائی والد کے خلاف کی جائے گی جبکہ والدہ کو جرمانے کی سزا ہوگی۔

(۱۱) ہر شخص کو اختیار حاصل ہے کہ وہ خلاف قانون منعقد ہونے والی شادی کے خلاف علاقے کے ڈپٹی کمشنر کو شکایت درج کرواسکتا ہے۔

(۱۲) ڈپٹی کمشنر خود یا کسی شخص کی شکایت پر تحقیق کا حکم دے سکتا ہے۔

(۱۳) شکایت حقیقت پر مبنی ہونے کی صورت میں معاملہ عائلی عدالت میں بھیجا جاسکتا ہے۔

(۱۴) ڈپٹی کمشنر اس قسم کے معاملات سماعت کی غرض سے نکاح یا رخصتی کے صرف 9 ماہ کے اندر عائلی عدالت کو بھیج سکتا ہے۔

(۱۵) مقررہ مدت ختم ہونے پر اس قسم کے معاملات حکومت کی گرفت میں نہ رہیں گے۔

طلاق

سوال: طلاق کیا ہے؟

جواب: نکاح/شادی کے قانونی وشرعی معاہدہ کو ختم کرنے کو طلاق کہتے ہیں۔

سوال: طلاق کی اقسام کتنی ہوتی ہیں؟

جواب: طلاق کی مندرجہ ذیل اقسام ہوتی ہیں:

طلاق: شوہر اگر نکاح کا معاہدہ ختم کرے تو اسے طلاق کہتے ہیں۔

خلع: خلع ایسی طلاق کو کہتے ہیں جس میں بیوی خیال ظاہر کرے کہ وہ ''اللہ کی قائم کردہ حدود کے اندر'' رہ کر اپنے شوہر کے ساتھ گزارہ نہیں کرسکتی اور وہ تنسیخ نکاح کے لئے عدالت سے رجوع کرے۔ عموماً خلع لینے کیلئے عورت حق مہر و دیگر تحائف یا خرچہ چھوڑ دیتی ہے۔

مبرات: نکاح کا معاہدہ جو میاں بیوی کی باہم رضامندی سے ختم کیا جائے اسے مبرات کہتے ہیں۔ طلاق مبرات میں اگر بیوی طلاق کی واپسی پر رضامند نہ ہو تو خاوند طلاق واپس نہیں لے سکتا اور نہ 90 دن کے اندر رجوع کرسکتا ہے۔ ایک بار یہ طلاق جاری ہو جائے تو 90 دن بعد موثر ہو جاتی ہے۔

طلاق تفویض: طلاق کا حق جو شوہر بیوی کو اپنی رضامندی سے دے۔

سوال: طلاق دینے کا طریقہ کار کیا ہے؟

جواب: اگرچہ شوہر کو شرعاً اور قانوناً پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ بیوی کو کسی بھی وقت بغیر کوئی وجہ بیان کیے طلاق دے سکتا ہے لیکن شوہر کی طرف سے طلاق کے الفاظ ایک ہی بار تین مرتبہ یا مرحلہ وار زبانی ادا کرنے سے قانوناً طلاق موثر نہیں ہوتی۔

☆ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس مجریہ 1961ء کے تحت اگر شوہر بیوی کو طلاق دیتا ہے تو بذریعہ نوٹس اس کی

اطلاع چیئرمین یونین کونسل یا یونین کمیٹی کو دے گا۔

☆ اس نوٹس کی ایک کاپی بیوی کو بھی بھجوئی جائے گی۔

☆ چیئرمین یونین کونسل نوٹس ملنے کے تیس دن کے اندر میاں بیوی میں صلح کرانے کی غرض سے ایک ثالثی کونسل تشکیل دے گا۔ جس میں چیئرمین کے علاوہ میاں اور بیوی کی طرف سے ایک ایک نمائندہ شامل ہوگا۔

☆ صلح نہ ہونے کی صورت میں چیئرمین مذکور کو نوٹس کی وصولی کے 90 دن کے بعد طلاق مکمل ہونے کا سرٹیفکیٹ دینا ہوگا۔

☆ چیئرمین کو نوٹس دے کر شوہر 90 دن کی مدت پوری ہونے سے پہلے کسی بھی وقت طلاق واپس لے سکتا ہے۔

☆ اگر حاملہ عورت کو طلاق کا نوٹس دیا جائے تو زچگی کے خاتمہ پر طلاق موثر ہوگی۔

☆ اگر بیوی بیرون ملک رہائش پذیر ہے تو پھر نوٹس اسی یونین کونسل یا کمیٹی کو دیا جائے گا جہاں نکاح رجسٹرڈ ہوا تھا۔

نوٹ: یہ طریقہ کار دونوں فرقوں شعیہ اور سنی پر قابل اطلاق ہے۔

☆ اگر شوہر پاکستانی ہوا اور بیوی غیر ملکی مسلمان یا اہل کتاب ہو تو پھر بھی یہی طریقہ کار لاگو ہوگا۔

☆ اگر کسی پاکستانی شہری کا نکاح مسلم عائلی قوانین مجریہ 1961 کے تحت ہوا ہو اور وہ بیرون ملک رہائش پذیر ہو تو پھر بھی طلاق لینے کا یہی طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا۔

☆ طلاق کا رجسٹرڈ کروانا شوہر کا فرض ہے۔ اگر کوئی شخص محض اپنی بیوی کو زبانی طلاق دے اور پھر رجسٹرڈ نہ کروائے تو وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

سوال: طلاق تفویض کیا ہے؟

جواب: شوہر بیوی کو طلاق کا حق کسی بھی وقت بلاشرط، مخصوص حالات اور شرائط کے ساتھ تفویض کر سکتا ہے۔ یہ حق نکاح کے وقت بھی دیا جا سکتا ہے۔ یہ نکاح نامہ کی شق نمبر 18 میں درج کیا جاتا ہے۔ اس حق کو حاصل کرنے کے بعد خواتین بھی مردوں کی طرح طلاق کی اطلاع دینے کے 90 دن کے بعد یونین کونسل کمیٹی سے طلاق موثر کروا سکتی ہے۔

سوال: حق تفویض کو استعمال کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟

جواب: جس طرح خاوند بیوی کو یونین کونسل کے ذریعہ طلاق دیتا ہے اسی طرح بیوی طلاق تفویض حاصل کرنے کے لئے شوہر کی طرف سے اپنے اوپر طلاق کے الفاظ ادا کر کے خاوند کو طلاق دے گی۔

سوال: تنسیخ نکاح کیا ہے؟

جواب: تنسیخ نکاح کا فیصلہ حاصل کرنے کے لئے بیوی کو فیملی کورٹ میں دعویٰ کرنا پڑتا ہے اور قوانین برائے تنسیخ نکاح مجریہ 1939ء میں دی گئی وجوہات میں سے کسی ایک کا یا ایک سے زیادہ کا ثابت کرنا ضروری ہے۔

سوال: تنسیخ نکاح کی وجوہات کیا ہوسکتیں ہیں؟

جواب: وجوہات:

(۱) شوہر لا پتہ ہو جائے:	اگر شوہر چار سال تک لا پتہ رہے۔
(۲) شوہر بیوی کو خرچہ نہ دے:	اگر شوہر دو سال تک بیوی کا خرچہ نہ اٹھائے۔
(۳) شوہر کا قید ہونا:	اگر شوہر کسی جرم کی سزا میں سات سال یا اس سے زیادہ عرصے کے لیے قید ہو جائے۔
(۴) ازدواجی فرائض انجام دینے میں ناکامی:	اگر عرصہ 3 سال سے شوہر بلا وجہ ازدواجی فرائض انجام دینے میں ناکام رہے۔
(۵) نامردی:	اگر شادی کے وقت شوہر نامرد تھا اور اب تک ایسا ہی ہے۔
(۶) دماغی توازن درست نہ ہو:	اگر شوہر دو سال سے فاترالعقل ہے مزید یہ کہ جذام یا شدید جنسی مرض میں مبتلا ہے۔
(۷) خیارالبلوغ کی بنا پر:	اگر کسی نابالغ لڑکی کی شادی سولہ سال کی عمر سے پہلے اس کے باپ یا دیگر سرپرست نے کر دی تو وہ سولہ سال کی عمر پر پہنچنے کے بعد اور 18 سال سے پہلے اپنی شادی ختم کرواسکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ میاں

بیوی میں تکمیل زناشوئی نہ ہوئی ہو۔مثلاً نکاح ہوا ہو مگر رخصتی نہ ہوئی ہو ایسا حق 'خیار البلوغ' کہلاتا ہے۔

(۸) شوہر ظالم ہو: اگر شوہر بیوی کو جسمانی اور ذہنی اذیت دیتا ہو۔اس کے علاوہ

- ☆ بدکردار عورتوں سے تعلقات رکھتا ہو۔
- ☆ اچھی شہرت نہ رکھتا ہو۔
- ☆ بیوی کو حرام کاری پر مجبور کرتا ہو۔
- ☆ بیوی کی جائیداد اس کی اجازت کے بغیر فروخت کرے یا بیوی کو قانونی حق استعمال کرنے سے روکتا ہو۔
- ☆ بیوی کو مذہبی فرائض یا ارکان کی ادائیگی سے روکتا ہو۔
- ☆ اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور برابر کی سطح پر انصاف نہ کرتا ہو۔

(۹) دوسری شادی: اگر شوہر مسلم عائلی قوانین مجریہ 1961 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دوسری شادی کرے۔

(۱۰) بیوی پر تہمت لگانا یا بدنام کرنا: اگر شوہر بیوی پر بدکاری کا جھوٹا الزام لگائے تو اس صورت میں بیوی تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر سکتی ہے کہ شوہر نے جھوٹا الزام لگایا ہے یاد رہے کہ اس کے لئے میاں بیوی کو قسم لینا ہوگی ۔

سوال: علیحدگی کا تصور کیا ہے؟

جواب: قانون کی نظر میں شادی یا تو برقرار رہتی ہے یا مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے یعنی مسلمانوں کی شادی میں علیحدگی کا کوئی تصور نہیں۔

سوال: خلع اور قانون کیا ہے؟

جواب: مسلم فقہ اور عائلی قوانین کے مطابق اگر عورت کے خیال میں وہ ''اللہ کی قائم کردہ حدود کے اندر'' اپنے

شوہر کے ساتھ مزید گزارہ نہیں کر سکتی تو وہ عدالت میں درخواست دے سکتی ہے کہ اس کی شادی کو منسوخ کر دیا جائے۔

سوال: بذریعہ عدالت خلع لینے کا طریقہ کار کیا ہے؟

جواب: جب عدالت میں خلع کی بنا پر دعوی کیا جائے اور جج اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ "اللہ کی قائم کردہ حدود کے اندر" یہ نکاح قائم نہیں رہ سکتا اور بیوی کو شوہر سے حد درجہ نفرت ہو چکی ہے اور اس صورتحال میں نکاح ختم نہ کیا گیا تو وہ اللہ کی حدود سے یقینی طور پر تجاوز کر جائے گی تو وہ نکاح کی تنسیخ کر سکتی ہے خاوند کی مرضی کے خلاف بھی عدالت خلع کی بنا پر طلاق دے سکتی ہے۔

سوال: طلاق نامہ کیا ہے؟

جواب: اگر شوہر/ بیوی نے طلاق/خلع/ تنسیخ نکاح کے لئے درست طریقہ کار پر عمل کیا ہو تو عِدّت کی مدت 90 دن پوری ہونے پر طلاق موثر ہو جاتی ہے پھر یونین کونسل ایک سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے اس کو طلاق نامہ کہتے ہیں۔

سوال: طلاق نامہ کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: اگر طلاق نامہ موجود نہ ہو تو:

(۱) عورت دوسری شادی نہیں کر سکتی۔

(۲) عورت کو ایک سے زائد شادیاں کرنے پر زنا کی سزا ہو سکتی ہے۔

(۳) سابقہ خاوند حق زوجیت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

بیوی اور اولاد کا نان ونفقہ

سوال: نان ونفقہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: نان ونفقہ سے مراد شوہر کی طرف سے اپنی بیوی اور اولاد کی دیکھ بھال اور پرورش کے لئے کیئے جانے والے اخراجات ہیں مثلاً رہائش، خوراک، علاج معالجہ اور دیگر بنیادی ضروریات زندگی وغیرہ۔

سوال: کیا شوہر قانونی طور پر نان ونفقہ فراہم کرنے کا پابند ہے؟

جواب: اپنی بیوی کو بنیادی ضروریات زندگی فراہم کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے خواہ بیوی ذاتی طور پر مالدار ہی کیوں نہ ہو البتہ اگر بیوی خود چاہے تو اپنی مرضی سے ضروریات زندگی سے متعلق ذاتی جائیداد میں سے بھی اخراجات کر سکتی ہے۔ نان ونفقہ کی مقدار کا تعین شوہر کی مالی حیثیت پر کیا جاتا ہے۔

سوال: شوہر کی جانب سے نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی صورت میں کیا کارروائی کی جاسکتی ہے؟

جواب: شوہر کی طرف سے نان ونفقہ کی ادائیگی نہ کرنے پر یا اس سے متعلق لاپرواہی برتنے کی صورت میں مسلم عائلی عدالتوں کے قانون کے تحت کاروائی کے ذریعے شوہر کو ادائیگی پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

سوال: بیوی کن صورتوں میں نان ونفقہ حاصل کرنے کی حقدار ہوگی؟

جواب: اگر شوہر بیوی کو کسی معقول وجہ کے بغیر گھر سے نکال دے، حق مہر ادا نہ کرے یا نامناسب رویے سے پیش آئے تو بیوی عدالت میں ایسے رویے کو ثابت کر دے تو وہ نان ونفقہ حاصل کرنے کی حقدار ہوگی۔ بیوی اگر کسی معقول وجہ یا قانونی جواز کے بغیر شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کر دے تو ایسی صورت میں وہ شوہر سے نان ونفقہ کی حقدار نہ ہوگی۔

سوال: اولاد کو نان ونفقہ ادا کرنا کس کی ذمہ داری ہے؟

جواب: لڑکے کی صورت میں بالغ ہونے تک اور لڑکی کی صورت میں اس کی شادی تک والد نان ونفقہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوتا ہے اگر اولاد ماں کی تحویل میں ہو پھر بھی اس کی بنیادی ضروریات کو فراہم کرنا والد کی ہی ذمہ داری ہے۔

سوال: والد کی طرف سے بچوں کو نان ونفقہ کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں کیا کارروائی کی جاسکتی ہے؟

جواب: اولاد کی طرف سے بچوں کو نان ونفقہ کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں بچوں کی ماں یا سرپرست بچوں کے نان ونفقہ کے لئے عدالت میں باپ کے خلاف درخواست دائر کر سکتے ہیں۔ عدالت مقدمے کا حتمی فیصلہ ہونے سے پہلے بھی والد کو نابالغ بچوں کی لئے عارضی طور پر نان ونفقہ ادا کرنے کا حکم جاری کر سکتی ہے۔

سوال: شوہر کے بیرون ملک ہونے کی صورت میں نان ونفقہ کی ادائیگی کس کی ذمہ داری ہے؟

جواب: شوہر کے بیرون ملک ہونے کی صورت میں چاہے بیوی شوہر کے والدین کے ساتھ یا علیحدہ اپنے گھر میں رہے، دونوں صورتوں میں اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اس کے شوہر پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن اگر بیوی شوہر کی طرف سے اس کے ساتھ بیرون ملک رہنے سے انکار کر دے تو ایسی صورت میں شوہر اس کا نان و نفقہ کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

سوال: شوہر کی طرف سے کافی عرصہ تک نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی صورت میں بیوی کو کیا تحفظات حاصل ہیں؟

جواب: ایسی صورت میں بیوی اگر رضامندی سے اپنے شوہر کو ماضی کا نان ونفقہ معاف کر دے تو پھر شوہر پر اس کو ادا کرنا ضروری نہ ہوگا۔ لیکن اگر رضامندی سے معاف نہ کرے تو پھر شوہر کو ہر حال میں نان ونفقہ کی ادائیگی کرنا ہوگی۔ اس مقصد کے لئے بیوی عدالت سے کسی بھی وقت رجوع کر سکتی ہے۔

سوال: ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں شوہر کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری یا اس سے زائد شادیاں کرنے کی صورت میں تمام بیویوں اور اولاد کو نان

ونفقہ ادا کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔

سوال: فریقین کی علیحدگی یا وفات کی صورت میں نان ونفقہ کی ادائیگی کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب: عورت کے نان ونفقہ کا حق فریقین کے درمیان ازدواجی تعلق کے قائم رہنے کی صورت میں شوہر کی وفات تک برقرار رہتا ہے جبکہ طلاق کی صورت میں صرف عِدّت کے اختتام تک نان و نفقہ کی ادائیگی شوہر کی ذمہ داری ہے۔

سوال: کیا نان ونفقہ سے متعلق عائلی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل کی جاسکتی ہے؟

جواب: عدالت کے فیصلے کے خلاف میاں بیوی دونوں ضلعی جج کی عدالت میں اپیل دائر کرسکتے ہیں لیکن اگر یہ فیصلہ ضلعی جج یا ایڈیشنل ضلعی جج نے بطور فیملی جج کیا ہو تو اپیل ہائی کورٹ میں کی جائے گی۔ نان ونفقہ سے متعلق فیصلہ کے خلاف اپیل کے لئے یہ شرط ہے کہ نفقہ 1000 روپے سے زیادہ ہو اس سے کم نفقہ سے متعلق فیصلے پر کسی کو اپیل کا حق حاصل نہیں۔

بچوں کی تحویل یا سرپرستی

سوال: بچوں کی تحویل سے کیا مراد ہے؟

جواب: بچوں کی تحویل سے مراد، والدین کے درمیان کسی تنازعہ یا علیحدگی کی صورت میں نابالغ بچوں کا کسی ایک کے حوالے کرنا ہے، جو ان کی مناسب دیکھ بھال کر سکے۔

سوال: بچوں کی تحویل سے متعلق پاکستان میں کون سے قوانین نافذ ہیں؟

جواب: بچوں کی تحویل سے متعلق پاکستان میں گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ اور فیملی کورٹس ایکٹ نافذ ہیں، جن کا بنیادی مقصد نابالغ بچوں کے والدین کے درمیان علیحدگی کی صورت میں بچوں کی فلاح و بہبود کو یقینی بنانا ہے۔

سوال: اس قانون کے تحت بچوں کی تحویل کس کا حق ہے؟

جواب: لڑکے کی صورت میں 7 سال تک اور لڑکی کی صورت میں اس کی بلوغت تک تحویل کا حق ماں کے پاس ہے رائج قوانین کے مطابق اگر بچہ کسی بنیادی حق سے محروم ہو رہا ہو تو اس اصول میں تبدیلی بھی کی جا سکتی ہے۔

سوال: والدین کے درمیان علیحدگی کی صورت میں بچوں کی تحویل کا فیصلہ کون کرے گا؟

جواب: ایسی صورت میں بچوں کی تحویل کے متعلق فیصلہ کرنا عدالت کی ذمہ داری ہے۔ ان قوانین کے تحت بچوں کی تحویل کا مقصد ان کی دنیاوی، دینی اور اخلاقی تربیت ہے جس کے تعین کے لئے عدالت ان کی عمر، جنس اور مذہب کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرتی ہے۔

سوال: کیا بچوں کی تحویل کا حق کسی ایک فریق سے لے کر دوسرے کو دیا جا سکتا ہے؟

جواب: عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی ایک فریق سے تحویل کا حق لے کر دوسرے کو سونپ دے۔ اگر ماں یا

باپ میں سے کوئی ایک بچوں کی تربیت اور پرورش ٹھیک طریقے سے نہ کر سکے تو دوسرے فریق کے دعویٰ کرنے پر عدالت یہ حق اسے دے سکتی ہے۔

سوال: اگر بچوں کا قانونی ولی موجود نہ ہو تو اس صورت میں ان کی جائیداد کا تحفظ کیسے ہوگا؟

جواب: اگر بچوں کا قانونی ولی موجود نہ ہو تو عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی جائیداد کے تحفظ کے لئے کسی مناسب شخص کو ولی مقرر کرے۔ اس مقصد اور بچوں کی بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے قریبی رشتہ داروں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

سوال: کیا دوسری شادی کے بعد پہلی شادی سے ہونے والی اولاد کو تحویل میں لیا جا سکتا ہے؟

جواب: ایسی صورت میں والد بچوں کو اپنی تحویل میں رکھ سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کی دوسری بیوی کا رویہ بچوں کے ساتھ مناسب ہو۔

سوال: کیا تحویل شدہ بچوں کے باپ یا ماں کی دوسری شادی کی صورت میں ان کی تحویل کو تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر بچے ماں کی تحویل میں ہوں اور وہ دوسری شادی کر لے، ایسی صورت میں عدالت اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اگر سوتیلے باپ کے منفی رویے کی وجہ سے بچوں کی تربیت متاثر ہو رہی ہے، تو وہ ماں سے بچوں کی تحویل کو تبدیل کر سکتی ہے۔ اسی طرح باپ کی دوسری شادی کی صورت میں اگر بچوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ یا ان کی پرورش میں لاپرواہی کا اندیشہ ہو تو اسے بھی اس حق سے محروم کیا جا سکتا ہے۔

سوال: نابالغ بچوں کی تحویل کے دوران ان کی جائیداد پر کس کا حق ہوتا ہے؟

جواب: ان قوانین کے تحت بچوں کی جائیداد پر پہلا قانونی حق ان کے باپ، دادا یا جن کے نام ان کی طرف سے وصیت کی گئی ہو، کو حاصل ہوتا ہے، ان کو حقیقی یا قدرتی ولی کہا جاتا ہے۔ ایسے ولی بچوں کی جائیداد کو فروخت کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ دوسرے قریبی رشتہ دار جیسے، ماں، بھائی اور چچا وغیرہ بچوں کی جائیداد کی حفاظت تو کر سکتے ہیں

لیکن اسے کسی ذاتی ضرورت کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔

سوال: عدالت کی طرف سے مقرر کردہ ولی کے کیا اختیارات ہیں؟

جواب: عدالت کی طرف سے مقرر کردہ ولی بچوں کی بہبود کے لیے جائیداد میں کوئی بھی جائز مداخلت کر سکتا ہے۔ ایسا ولی عدالت کی اجازت کے بغیر جائیداد کے کسی حصے کو فروخت یا اس کا تبادلہ نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی 5 سال سے زائد عرصے کے لیے ٹھیکے یا کرائے پر دے سکتا ہے۔ اگر جائیداد کرایہ پر دینا یا فروخت کرنا بچوں کی ضرورت یا فائدے میں ہو تو عدالت مقرر کردہ ولی کو اس کی اجازت دی سکتی ہے۔

عائلی عدالتیں

سوال: عائلی عدالتوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: ان سے مراد نکاح، طلاق اور دیگر خاندنی معاملات سے متعلق تنازعات کے جلد فیصلے کے لیے بنائی جانے والی عدالتیں ہیں۔

سوال: عائلی عدالتوں کو کیا اختیارات حاصل ہیں؟

جواب: یہ عدالتیں نکاح، طلاق، حق مہر، نان ونفقہ، اعادہ حقوق زوجیت، بچوں کی تحویل وسر پرستی، ان سے ملاقات کے حق اور جہیز کے علاوہ دیگر خاندانی تنازعات سے متعلق مقدموں کی سماعت کا اختیار رکھتی ہیں۔ تعزیرات پاکستان کے تحت آنے والے چند جرائم مثلاً جسمانی زخم، مزاحمت بے جا، اور عورت کی توہین سے متعلق کارروائی کرنے کے علاوہ فریقن کے درمیان صلح یا مصالحت کرانے کا بھی مکمل اختیار رکھتی ہے ان کے علاوہ عدالت متنازعہ جائیداد یا کسی فریق کو جائیداد سے متعلق حفاظت ونگہداشت کیلئے عبوری حکم بھی جاری کرسکتی ہے۔

سوال: ان عدالتوں میں مقدمات کو درج کرانے کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب: اس قسم کے مقدمات کو درج کرانے کے لیے درخواست تحریری بیان حلفی، گواہوں کی فہرست، متعلق دستاویزات اور 15 روپے عدالتی فیس کے ساتھ سینئر سول جج کی عدالت میں دائر کی جاسکتی ہیں۔

سوال: عدالت درخواست پر کارروائی کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کرتی ہے؟

جواب: درخواست موصول ہونے کے بعد عدالت 30 دن کے اندر دوسرے فریق کے لیے عدالت میں پیش ہونے کی تاریخ مقرر کرتی ہے۔ اسی عرصہ کے دوران عدالت کی جانب سے درخواست اور اس کے ساتھ

پیش کی گئیں دوسری دستاویزات کی نقول بھی مخالف فریق کو فراہم کردی جاتی ہیں اگر مقدمہ کی کارروائی کے دوران عدالت کسی غیر رجسٹرڈ شدہ نکاح کے بارے میں آگاہ ہوتو وہ اس کی اطلاع متعلقہ یونین کونسل میں تحریری طور پر پہنچاتی ہے جس کے بعد مزید کارروائی کی جاسکتی ہے۔

سوال: اگر متعلقہ فریق مقررہ تاریخ پر پیش نہ ہوتو اس کے خلاف کیا کارروائی کی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر متعلقہ فریق عدالت کی طرف سے مقرر کردہ تاریخ پر بغیر کسی جائز وجہ کے پیش نہ ہوتو اس کے خلاف یکطرفہ کارروائی کی جاسکتی ہے۔

سوال: فریقین کے درمیان مصالحت کرانے کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے؟

جواب: عائلی عدالت اس بات کی پابند ہے کہ مقدمے کی باضابطہ کارروائی شروع ہونے سے پہلے فریقین کے درمیان مصالحت کی کوشش کرے۔ جس کے لئے عدالت مقدمے کی باضابطہ کارروائی شروع ہونے سے پہلے کسی قریبی تاریخ کا تعین کرتی ہے۔ پیش کردہ دستاویزات کی جانچ پڑتال اور فریقین کے مؤقف کو سننے کے بعد اگر عدالت مصالحت نہ کرا سکے تو فریقین کی طرف سے گواہوں کے پیش ہونے کی تاریخ مقرر کرے گی۔ فریقین کی طرف سے دی گئیں گواہیاں محفوظ کرنے کے بعد 15 دن کے اندر صلح کرانے کی دوبارہ کوشش کرے گی اور اگر صلح ممکن نہ ہوتو فیصلہ سنا کر ڈگری جاری کرے گی۔

سوال: عائلی عدالت کتنی مدت کے اندر مقدمے کا فیصلہ کرسکتی ہے۔؟

جواب: مقدمے کے اندراج کے بعد عدالت 6 ماہ کے اندر فیصلہ کرنے کی پابند ہے۔ اگر اس مدت کے اندر مقدمے کا فیصلہ نہ ہوسکے تو کسی بھی فریق کو حق حاصل ہے کہ وہ ہائی کورٹ میں درخواست دے تاکہ وہ جس طرح مناسب سمجھے متعلقہ عدالت کو ضروری ہدایات جاری کرے۔

سوال: عدالت کی طرف سے جاری کردہ فیصلے کا نفاذ کسی طرح کیا جاتا ہے؟

جواب: عدالت کسی مقدمے کے فیصلے سے متعلق تفصیلات کو باقاعدہ درج کرنے کے بعد فیصلوں پر نفاذ کے لیے مختلف نوعیت کے احکامات جاری کرتی ہے اگر مقدمہ نان ونفقہ سے متعلق ہو اور کوئی رقم یا جائیداد عدالت کی موجودگی میں کسی دوسرے فریق کو ادا کی جائے تو اسے بھی تحریر کیا جاتا ہے۔ اگر فیصلے کا تعلق کسی رقم کی ادائیگی سے متعلق ہو تو مقررہ مدت میں ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں عدالت جائیداد کے بقایاجات کو وصول کرنے کا طریقہ کار اختیار کرسکتی ہے۔ ایسی صورت میں بقایا رقم قسطوں میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔
اگر عدالتی فیصلے کا تعلق تنسیخ نکاح کے متعلق ہو تو عدالت 7 دن کے اندر فیصلے کی مصدقہ نقول فریقین کو بھیجے گی۔ ایسی ڈگری کی نقل چیئرمین کو بھیجے جانے کی تاریخ سے 90 دن کے بعد موثر ہوگی اور اگر اس دوران مصالحت ہوجائے تو ڈگری موثر رہے گی۔

سوال: کیا عائلی عدالت کی طرف سے دیئے گئے فیصلے کے خلاف اپیل کی جاسکتی ہیں؟

جواب: اگر عائلی عدالت کا جج ڈسٹرکٹ جج یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج ہو تو ہائی کورٹ میں بصورت دیگر ڈسٹرکٹ کورٹ میں اپیل کی جاسکتی ہیں۔

سوال: کیا عائلی عدالت میں دائر مقدمات کو منتقل کیا جاسکتا ہے؟

جواب: ہائی کورٹ کسی فریق کی درخواست پر یا از خود تحریری حکم کے ذریعے کوئی مقدمہ یا کارروائی نہ صرف ایک ہی ضلع میں ایک عدالت سے دوسری عدالت کو بلکہ ایک ضلع کی عدالت سے دوسرے ضلع کی عدالت کو منتقل کرسکتی ہے۔

مزید اور تفصیلی معلومات

کیلئے مسلم عائلی قوانین ۱۹۶۱ء کا مطالعہ کیجئے۔